تقریر

تقریر بابت مسیح موعودؑ
وقت 5-7منٹ

حضرت مسیح موعودؑ کا جادوئی روحانی انقلاب

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

هُوَالَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ وَلَوۡکَرِهَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ (الصف:10)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیّۃً غالب کر دے خواہ مشرک بُرا منائیں۔

خدا رسوا کرے گا تم کو۔ میں اعزاز پاؤں گا
سنو اے منکرو اب یہ کرامت آنے والی ہے
خدا ظاہر کرے گا اک نشاں پُر رعب و پُر ہیبت
دلوں میں اس نشاں سے استقامت آنے والی ہے
خدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب
مری خاطر خدا سے یہ علامت آنے والی ہے

سامعین کرام! مجھے آج اِس دَور کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی تاثیرات پر روشنی ڈالنی ہے۔ جسے خاکسار نے ”حضرت مسیح موعودؑ کا جادوئی روحانی انقلاب“ نام دیا ہے۔

قبل اِس کے کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پیدا ہونے والے انقلاب و تاثیرات سے کچھ جھلکیاں پیش کروں۔ یہ بتانا ضروری ہے کہ ہر نبی کی آمد پر معاشرہ گمراہی وضلالت اور بے راہروی کا شکار ہوتا ہے۔ ہر طرف بُرائیوں اور بدیوں کا دَور دورہ ہوتا ہے۔ مگر نبی کے آتے ہی اللہ والے، اُس سے محبت کرنے والے اور اُس سے محبت رکھنے والے پیدا ہونے لگتے ہیں۔ اور نبی یا رسول کی روحانی تاثیرات، روحانی پانی کی طرح بہہ کر نبی کے پیروکاروں کے دل و دماغ میں بسیرا کرنے لگتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت اسلام انتہائی کسمپرسی کی حالت میں تھا۔ مسلمانوں کے نہ صرف عقائد بگڑ چکے تھے بلکہ اخلاقی، روحانی اور عملی لحاظ سے ان کا دیوالیہ نکل چکا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ ساری علامات مکمل صفائی کے ساتھ پوری ہو رہی تھیں اور اس زمانے کے علماء اور مفکّرین برملا اس گمراہی کا اظہار کر رہے تھے۔ جیسے الطاف حسین حالی مرحوم نے حالات کا جائزہ لے کر لکھا:

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

علامہ اقبال نے مسلمانوں کی اس حالت کا نقشہ یوں کھینچا تھا کہ

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں! جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اِن حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزاغلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مصلح اور مجدّ دبنا کر بھیجا۔ آپؑ نے اس روحانی انقلاب کے لئے زندہ خدا کا تصور پیش فرمایا کہ اسلام کا خداایک زندہ خدا ہے اور اسی سے تعلق پیدا کر کے ہر شخص گناہوں سے نجات پاسکتا ہے اور روحانی طور پر ترقی کر سکتا ہے۔ آپؑ نے بتایا کہ ہمارا خدا آج بھی ایسے ہی زندہ ہے جیسے پہلے زندہ تھااور آج بھی وہ بولتا ہے جیسے پہلے بولتا تھا۔ آپؑ نے فرمایا۔

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

آپؑ نے بتایا کہ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔اے محرومو!اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ آپؑ نے بتایا کہ اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ وہ تمہارا دوست بن جائے گا۔ تم سوئے ہوئے ہوگے اور وہ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن کے منصوبوں سے غافل ہوگے اور وہ ان کو توڑے گا۔

سامعین! آپؑ کے ارد گرد جو پاکباز جماعت جمع ہوئی۔ انہوں نے اس نکتہ کو خوب سمجھا۔ وہ خدا کے ہو گئے اور خدا اُن کا ہو گیا۔یہی وہ نکتہ تھا جس کو سمجھ کر اور حضرت مسیح موعودؑ کی تربیت اور قوت قدسیہ کی بدولت اُن کے اندر حیرت انگیز روحانی انقلاب برپا ہوا۔ وہ فرش سے عرش پر جا پہنچے۔ وہ باخدا اور خدانما وجود بن گئے۔ ایسا عظیم انقلاب ان کے اندر پیدا ہوا کہ قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اِس روحانی انقلاب، جادوئی اثر اور اپنے ماننے والوں کی پاکیزگی اور اعلیٰ روحانی حالت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ کسی نے جب آپؑ سے پوچھا کہ آپؑ کے سلسلہ کے من جانب اللہ ہونے کی کیا دلیل ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ یاد رکھو! درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور سورج اپنی روشنی سے۔ جیسے حضرت خلیفۃُ المسیح الاوّلؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ تو پہلے بھی خدا والے تھے۔ خدارسیدہ انسان تھے۔ آپ کیوں اتنی دور قادیان میں آکر بیٹھ گئے اور مرزاصاحب کی بیعت کا آپ کو کیا فائدہ ہوا۔

آپؓ نے جواباً فرمایا کہ میرے اندر ایک کمزوری تھی۔ بہت کوشش کی۔ مجاہدہ کیا۔ لیکن اس سے جان نہ چھوٹتی تھی۔ لیکن مرزاصاحب کی بیعت سے وہ کمزوری یک دم مجھ سے دور ہو گئی۔ ایک دوسرے موقع پر فرمایا۔ مرزاصاحب کی بیعت سے پہلے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت عالَم خواب میں ہوتی تھی لیکن مرزاصاحب کی بیعت کے بعد اب بیداری کے عالَم میں بھی ہو جاتی ہے۔

سامعین! حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اعلیٰ پائے کے عالِم، شعلہ بیان مقرر تھے۔

آپؓ کے ایک مرید نے آپؓ سے سوال کیا کہ آپؓ تو ہزاروں کے مجمع کو تقریر کر کے رولا دیا کرتے تھے۔ آپؓ قادیان میں کیوں آکر بیٹھ گئے۔ تو فرمایا کہ مَیں ہزاروں کے مجمعے کو رلایا تو کرتا تھا لیکن خود نہیں روتا تھا۔ حضرت مرزاصاحب کی بیعت کے نتیجہ میں اب مَیں خود روتا ہوں۔ جو عرش کے خدا کو بہت پسند ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو قطرے اللہ کو بہت پسند ہیں۔ ایک خشیتِ الٰہی سے بہنے والا آنسوؤں کا قطرہ اور دوسرا راہ خدا میں بہنے والا خون کا قطرہ۔

حضرت مولوی غلام رسول راجیکی صاحب اور مولوی فتح دین بھیروی صاحب بازار سے ایک دفعہ گزر رہے ہیں۔ چلتے چلتے دونوں ایک پھل کی ریڑی پر کھڑے ہو گئے۔ انگور نہ خریدے۔ جبکہ مولوی فتح دین صاحب کو انگور بہت پسند تھے۔ لیکن وہ بولے نہیں۔ تھوڑی دور جانے کے بعد مولوی راجیکی صاحب کہنے لگے۔ آؤ مولوی صاحب! واپس چلتے ہیں ریڑی پر۔ واپس آئے انگور خریدے اور پھر چل پڑے۔ راستے میں ہنس کر کہنے لگے۔ مولوی صاحب! جے انگور کھان نوں دل کیتا سی تے مینوں دس دیندے اُتوں ضرور اکھواناں سی۔

یہ ہے وہ خدا جسے اس دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کو دکھایا اور یہ ہے وہ انقلاب جو آپ کی برکت سے رونما ہوا۔

حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ کا ہی ایک اور واقعہ سنیئے جو تقسیم ہند سے پہلے کا ہے۔ مدراس میں ایک مندر میں صداقت حضرت مسیح موعودؑ کا جلسہ ہو رہا تھا۔ مولوی صاحب کے ساتھ ایک مربی بھی تھے۔ جن کی تقریر کے دوران ہلکی ہلکی بارش شروع ہو گئی۔ لوگ اٹھنا شروع ہو گئے۔ صدرِ مجلس پنڈت صاحب نے بھی بولنا شروع کر دیا۔ مربی صاحب جو تقریر کر رہے تھے۔ وہ ڈسٹرب ہوئے۔ مولوی غلام رسول راجیکی صاحب جو آخری کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی کھڑے ہو گئے اور آسمان کی طرف منہ کر کے باتیں شروع کر دیں۔ خیر بارش تھم گئی اور جلسہ کامیاب ہوا۔ گھر واپس آکر مربّی صاحب آپؓ سے کہنے لگے۔ حضرت! ایک تو مَیں پریشان تھا۔ پنڈت بھی بول رہا تھا۔ آپ نے بھی تقریر شروع کر دی۔ مولوی صاحب مسکرا کر کہنے لگے کہ مَیں تو بادلوں سے مخاطب تھا اور کہہ رہا تھا کہ اے بادلو! تم نے کب

سے احراریوں والا کام شروع کر دیا کہ صداقتِ مسیح کا جلسہ ہو اور تم اُسے خراب کر دو۔ یہ کام تو احراری کیا کرتے ہیں۔ مَیں تمہیں دو منٹ دیتا ہوں اگر تم نہ گئے تو مَیں تمہاری خدا کے حضور شکایت کروں گا۔ بادلوں نے مجھ سے وعدہ کیا کہ شکایت نہ کریں ہم ایک منٹ میں یہاں سے چلے جاتے ہیں۔

سامعین! ایک اور ایمان افروز واقعہ سنیں۔ حضرت حافظ روشن علی صاحب، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے درسِ قرآن میں بیٹھے تھے۔ آپ کو شدید بھوک لگی۔ لیکن قرآن کے درس سے اٹھنے کو دل نہیں کر رہا۔ اِسی اثناء میں غنودگی طاری ہوئی۔ اسی غنودی میں تازہ گرم گرم پراٹھے اور گرم گرم قورمہ آپؓ کے سامنے لایا جاتا ہے۔ آپؓ اسے کھاتے ہیں اور غنودگی سے باہر آتے ہی ڈکار بھی لیتے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب مَیں غنودگی سے باہر آیا تو قورمہ کا ذائقہ میری زبان پر تھا اور بھوک ختم تھی۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب بھی اللہ والے تھے۔ سمجھ گئے اور فرمایا۔ حافظ صاحب! کلّے کلّے ای۔

پیارے بھائیو! حضرت مولوی حسن علی صاحب بھاگلپوری صاحب ہندوستان کے مشہور عالم تھے۔ اپنی دینی خدمات کی وجہ سے جانے پہچانے جاتے تھے۔ 1894ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ بیعت کرنے سے آپ کو کیا نفع ہوا۔ کہنے لگے کہ یہ پوچھو کہ مرزا صاحب سے مل کر کیا نفع ہوا... کیا کہوں کیا ہوا۔ مُردہ تھا زندہ ہو چلا ہوں۔ ایک چھوٹی سی بات سناتا ہوں۔ اس نالائق کو 30 برس سے یہ قابل نفرت بات تھی کہ حقہ پیا کرتا تھا۔ بارہا دوستوں نے سمجھایا خود بھی کئی بار قصد کیا لیکن روحانی قویٰ کمزور ہونے کی وجہ سے اس پُرانی زبردست عادت پر قابو نہ ہو سکا۔ الحمد للہ! مرزا صاحب کی باطنی توجہ کا یہ اثر ہوا کہ آج قریب ایک سال کا عرصہ ہوا ہے کہ پھر اس کمبخت کو منہ نہیں لگایا۔

(اصحاب احمد جلد 14 صفحہ 56)

آپ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو مخاطب کر کے بیعت کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"قرآن کریم کی جو عظمت اب میرے دل میں ہے، خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت جو میرے دل میں اب ہے پہلے نہ تھی۔ یہ سب حضرت مرزا صاحب کی بدولت ہے"

(اصحاب احمد جلد 14 صفحہ 56)

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحبؓ بہت بڑے عالم تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ آپؓ کے علم کی وجہ سے آپؓ سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپؓ کو قبل از بیعت افیون کی عادت تھی جب حضرت مسیح موعودؑ کو مانا تو فوراً افیون کو ترک کر دیا۔ طب نقطہ نظر سے اس کو آہستہ آہستہ چھوڑنا ہوتا ہے کیونکہ یکدم چھوڑنے سے موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ آپؓ اس وجہ سے سخت بیمار ہو گئے۔ ابھی نقاہت شامل حال ہی تھی کہ مسجد مبارک میں نماز کے لئے تشریف لائے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے آپؓ کی حالت دیکھ کر فرمایا کہ آپؓ آہستہ آہستہ چھوڑتے۔ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ: "حضور! جب ارادہ کر لیا تو بس پھر چھوڑ دی۔"

(اصحاب احمد جلد پنجم صفحہ 5)

سامعین! حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوریؓ بیعت سے پہلے قادیان آئے تھے۔ کہتے ہیں کہ امتحان لینے کے لئے مَیں لنگر خانے چلا گیا۔ وہاں ایک چھوٹا سا دیگچہ تھا جس میں دال تھی اور ایک چھوٹی سی دیگچی میں شوربہ تھا۔ میاں نجم الدین صاحب بھیروی مرحوم لنگر خانے کے منتظم تھے۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے میاں نجم الدین صاحب سے کھانا مانگا۔ انہوں نے مجھ کو روٹی اور دال دی۔ مَیں نے کہا۔ مَیں دال نہیں لیتا گوشت دو۔ میاں نجم الدین صاحب مرحوم نے دال الٹ کر گوشت دے دیا۔ لیکن مَیں نے پھر کہا۔ نہیں نہیں! دال ہی رہنے دو۔ تب انہوں نے گوشت الٹ کر دال ڈال دی۔ دال اور گوشت کے اس ہیر پھیر سے میری غرض یہ تھی کہ تا مَیں کارکنوں کے اخلاق دیکھوں۔ الغرض مَیں نے بیٹھ کر کھانا کھایا اور وہاں کے مختلف لوگوں سے باتیں کیں۔ منتظمین لنگر کی ہر ایک بات خدا تعالیٰ کی طرف توجہ دلانے والی تھی۔ اس سے بھی میرے دل میں گہرا اثر ہوا۔ دوسرے دن صبح کو تقریباً تمام کمروں سے قرآن شریف پڑھنے کی آواز آتی تھی۔ فجر کی نماز میں مَیں نے چھوٹے چھوٹے بچوں کو نماز پڑھتے دیکھا اور یہ نظارہ بھی میرے لئے بڑا دلکش اور جاذب نظر تھا۔

(رجسٹر روایات نمبر 11 صفحہ 108)

آپ نے کارکنان کے اخلاق سے متاثر ہو کر بیعت کر لی۔ شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ مولویوں کی طرف مقاطعہ کرا دیا گیا۔ لوگ آپ کو گالیاں دیتے۔ بیعت کے نتیجہ میں آپ میں حیرت انگیز تبدیلی آئی۔ اللہ نے الہام و کشوف کا دروازہ آپ پر کھول دیا۔ جس سے آپ کو بہت سہارا ملا۔ آپ کے والد صاحب بھی آپ کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔ ایک روز آپ کی والدہ نے آپ کے والد سے کہا کہ آپ میرے بیٹے کو کیونکر بُرا کہتے ہیں وہ پہلے سے زیادہ نمازی ہے۔ پہلے سے زیادہ نیکی پر قائم ہے۔ والد

صاحب نے کہا مرزا صاحب کو جن کا دعویٰ مہدی ہونے کا ہے مان لیا ہے۔ والدہ صاحبہ نے کہا امام مہدی کے معنی ہدایت یافتہ لوگوں کے امام کے ہیں۔ ان کے ماننے سے میرے بیٹے کو زیادہ ہدایت نصیب ہوگئی ہے جس کا ثبوت اس کے عمل سے ظاہر ہے اور مولوی صاحب کو اپنی بیعت کا خط لکھنے کو کہا۔ آپ تبلیغ میں مصروف رہے اور ایک سال کے اندر پھر والد صاحب اور چھوٹے بھائی اور دونوں بھابھیوں نے بھی بیعت کر لی۔

(اصحاب احمد جلد نمبر10 صفحہ 215)

سامعین! حضرت چوہدری نذر محمود صاحب، حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحابی تھے۔ آپ کا تعلق ادرحمہ ضلع شاہ پور سے تھا۔ بیعت سے پہلے ان کی حالت اچھی نہ تھی اور وہ اپنی اہلیہ کو پوچھتے تک نہ تھے۔ اپنی اہلیہ اور سسرال کو تنگ کرتے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرنے کے بعد ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا شوق ہوا۔ حضرت مسیح موعودؑ اس وقت گورداسپور میں تھے۔ یہ وہاں گئے۔ حضور اس وقت چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے حضور کو دبانا شروع کر دیا اور دعا کی درخواست کی۔ اتنے میں کسی نے ذکر کر دیا کہ حضور! ان کا اپنی بیوی کے ساتھ سلوک اچھا نہیں۔ جونہی حضورؑ کو اس بات کا علم ہوا۔ آپؑ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور حضور نے غصے سے ان کو فرمایا کہ فی الفور یہاں سے دور ہو جاؤ، ایسا نہ ہو کہ تمہاری وجہ سے ہم پر بھی عذاب آ جاوے۔ چنانچہ وہ اٹھ کر چلے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے اور عرض کی کہ وہ توبہ کرتے ہیں انہیں معاف فرما دیا جائے۔ جس پر حضور نے انہیں بیٹھنے کی اجازت دی۔

حضرت چوہدری نذر محمد صاحب مرحوم کہتے ہیں کہ مجھے احساس ہوا کہ یہ کتنی بڑی اور بُری بات تھی جس کے وہ مرتکب ہو رہے تھے۔ چنانچہ وہ فرماتے تھے کہ جب وہ وہاں سے واپس آئے تو انہوں نے اپنی بیوی کے لئے بہت سے تحائف خریدے اور گھر پہنچ کر اپنی بیوی کے پاس گئے اور اس کے آگے تحائف رکھ کر پچھلی بدسلوکی کی اُن سے منت کر کے معافی مانگی۔ وہ حیران ہو گئی کہ ایسی تبدیلی اِن میں کس طرح پیدا ہو گئی۔ جب اس کو معلوم ہوا یہ سب کچھ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کے طفیل ہے تو وہ حضور کو بے شمار دعائیں دینے لگی کہ حضور نے اس کی تلخ زندگی کو راحت بھری زندگی سے بدل دیا ہے۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر1 صفحہ 6-7)

پیارے بھائیو! حضرت میاں محمد دین آف کھاریاں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی تھے۔ آریہ برہمو کے لیکچروں کے بداثر کی وجہ سے دہریہ ہو چکے تھے اور لایعنی زندگی بسر کر رہے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب براہین احمدیہ کہیں سے ملی۔ کہتے ہیں کہ جب مَیں ہستی باری تعالیٰ کے دلائل کو پڑھتا پڑھتا صفحہ 90 کے حاشیہ نمبر3 اور صفحہ نمبر149 کے حاشیہ نمبر11 پر پہنچا تو معاً میری دہریت کافور ہو گئی اور میری آنکھ ایسے کھلی جس طرح کہ کوئی سویا ہوا یا مرا ہوا جاگ کر زندہ ہو جاتا ہے۔ سردی کا موسم تھا۔ جنوری 1893ء کی 19/ تاریخ تھی۔ آدھی رات کا وقت تھا کہ جب یہی ہونا چاہئے اور ہے کہ مقام پر پہنچا۔ معاً توبہ کی، کوراگھڑا پانی کا بھرا ہوا باہر صحن میں پڑا تھا۔ سرد پانی سے لاچا تہ بند پاک کیا۔ میر ا ملازم مسمّٰی منگتو سو رہا تھا۔ وہ جاگ پڑا اور مجھ سے پوچھا۔ کیا ہوا؟ کیا ہوا؟ لاچا مجھ کو دو مَیں دھوتا ہوں۔ مگر مَیں اس وقت ایسی شراب پی چکا تھا کہ جس کا نشہ مجھے کسی سے کلام کرنے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ آخر منگتو اپنا سارا زور لگا کر خاموش ہو گیا اور گیلا لاچا پہن کر نماز پڑھنی شروع کی اور منگتو دیکھتا گیا۔ محویت کے عالم میں نماز اس قدر لمبی ہوئی کہ منگتو تھک کر سو گیا اور مَیں نماز میں مشغول رہا۔ پس یہ نماز براہین نے پڑھائی کہ بعد ازاں اب تک مَیں نے نماز نہیں چھوڑی۔ عین جوانی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ ایمان جو ثریا سے شاید اوپر ہی گیا ہوا تھا اُتار کر میرے دل میں داخل کیا اور مسلماں را مسلماں باز کردن کا مصداق بنایا۔ جس رات مَیں بحالت کفر داخل ہوا تھا اس کی صبح مجھ پر بحالت اسلام ہوئی۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر7 صفحہ 46-47)

سامعین! بیعت کرنے کے بعد پاک تبدیلیوں کے نظارے صرف حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے تک محدود نہیں بلکہ اس زمانے میں بھی یہ نظارے بکثرت پائے جاتے ہیں اور ان کا تعلق مختلف رنگ ونسل سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے ہے۔ عرب، افریقن، رشین، جرمن، انگریزوں میں سے جس نے بھی حضرت مسیح موعودؑ کو مانا۔ خدا کے فضل سے اس کی کایا ہی پلٹ گئی۔ حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ ذکر فرمایا کہ

”افریقہ کے جو Pagan لوگ ہیں ان کے اندر بہت سی گندی رسمیں اور عادتیں پائی جاتی ہیں مگر احمدیت میں داخل ہوتے ہی وہ ان رسموں پر اس طرح لکیر پھیر دیتے ہیں اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کر لیتے ہیں جیسے یہ بُرائیاں کبھی اُن میں تھیں ہی نہیں۔ ایسی رپورٹیں بھی آئیں کہ شراب کے رسیا ایک دم شراب سے نفرت کرنے لگ

گئے اور اس کا دوسروں پر بھی بہت گہرا اثر ہوا اور جب وہ اس بات کا تذکرہ کرتے ہیں تو مولوی کہتے ہیں کہ احمدیت نے ان پر جادو کر دیا ہے اور اس وجہ سے انہوں نے شراب چھوڑ دی ہے"

گھانا کے ایک شخص کا حضور نے ذکر فرمایا کہ کیسے بیعت کرنے کے بعد اس کی ہستی پر پاکیزہ انقلاب برپا ہوا۔ آپ فرماتے ہیں کہ

"گھانا میں ہی ایک شخص احمدی ہوا جس میں تمام قسم کی بُرائیاں پائی جاتی تھیں۔ شراب کی بھی، زنا کی بھی، ہر قسم کی۔ وہاں رواج یہ ہے کہ گھروں میں لوگ غربت کی وجہ سے یا رہائش کی کمی کی وجہ سے بڑے بڑے مکان ہوتے ہیں اس میں ایک کمرہ کرائے پر لے لیتے ہیں۔ اسی طرح رہنے کا رواج ہے۔ تو یہ شخص اسی طرح کے ماحول میں رہتا تھا۔ عورتوں سے دوستی تھی لیکن جب احمدیت قبول کی تو سب کو کہہ دیا کہ کسی غلط کام کے لئے کوئی میرے پاس نہ آئے۔ لیکن ایک عورت اس کا پیچھا چھوڑنے والی نہیں تھی۔ اس نے اس پر یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب وہ اسے دور سے دیکھتا تھا تو کنڈی لگا کر فوراً نفل پڑھنا شروع کر دیتا یا قرآن شریف کی تلاوت کرنی شروع کر دیتا تھا، اس طرح اس نے اپنے آپ کو محفوظ کیا۔ تو یہ انقلابات ہیں جو احمدیت لے کر آئی ہے۔

پھر ہمارے ایک مبلغ ہیں مکرم مولانا بشیر احمد صاحب قمر، وہ بیان کرتے ہیں کہ خاکسار جماعت احمدیہ گھانا کے افراد کے ساتھ ایک عید کی نماز کے بعد پیرا ماؤنٹ چیف سے ملنے گیا۔ وہ اپنے سب سرکردہ افراد کے ساتھ ہمارے انتظار میں تھے۔ جب ہم اندر داخل ہوئے تو احمدی دوستوں نے چیفوں اور ان کے ساتھیوں کے سامنے بڑے جوش سے اس طرح گانا شروع کیا کہ ایک بوڑھا احمدی جو چیف کے سامنے تھا چھڑی ہوا میں لہرا لہرا کر گا رہا تھا اور باقی دوست جو تین صد کے قریب تھے اس کے پیچھے وہی فقرات دہرا رہے تھے۔ مَیں نے ترجمان سے پوچھا کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں تو اس نے مجھے بتایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور اسلام کی برکات کا ذکر کر رہے ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم بت پرست اور مشرک تھے۔ ہمیں حلال و حرام اور نیکی بدی کا کوئی علم نہیں تھا۔ ہماری زندگی بالکل حیوانی تھی ہم وحشی تھے۔ شراب کو پانی کی طرح پیتے تھے۔ احمدیت نے ہمیں سیدھا راستہ دکھایا اور ہماری بدیاں ہم سے چھوٹ گئیں اور ہم انسان بن گئے۔

تو یہ لوگ اپنے ہی شہر کے ایک پیرا ماؤنٹ چیف اور دیگر اکابر کے سامنے جو ان کی سابقہ عادات و اخلاق سے پوری طرح واقف تھے اپنی تبدیلی بڑی تحدّی کے ساتھ بیان کر رہے تھے اور جماعت کی صداقت کے طور پر پیش کر رہے تھے۔

(ماخوذ از ماہنامہ انصار اللہ جنوری 1984ء صفحہ 30-31)

پھر گھانا کے لوکو سار یجن کے ایک گاؤں کے صدر جماعت سوسو گا جی صاحب بیان کرتے ہیں کہ پہلے مجھے بہت جلد غصہ آ جاتا تھا اور اس حالت میں بیوی اور بچوں کو مارنا شروع کر دیتا تھا اور گالی گلوچ میرا معمول تھا۔ جب سے مَیں نے بیعت کی ہے نمازوں کی طرف توجہ ہو گئی ہے اور مَیں محسوس کرتا ہوں کہ مجھ میں صبر اور برداشت پہلے سے بہت زیادہ ہو گئی ہے۔"

سامعین! مَیں خود بھی اِس بات کا گواہ ہوں کہ سیرالیون بو شہر میں میاں بیوی میں جھگڑا ہوا اور انہیں مشن ہاؤس لایا گیا۔ بیوی خاوند کے ساتھ رہنے کو قطعًا تیار نہ تھی اور اپنے میکے جانے پر مصرّ تھی۔ خاکسار نے دونوں کو سمجھانے کے دوران عورت کو مخاطب ہو کر یہ حدیث پیش کی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو مَیں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ اِس حدیث کو سن کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والی اِس خاتون نے اپنی تمام رنجشیں بھلا کر اپنے خاوند کو سجدہ کر دیا۔ یہ تھی وہ تاثیر جو حضرت مسیح موعودؑ نے اِن افریقن کے دلوں میں پیدا کی۔

غیروں کا اعتراف

سامعین! بیعت کے نتیجہ میں صحابہ میں ہونے والے روحانی پاک انقلاب کا غیروں نے بھی اعتراف کیا۔ جن میں سے چند ایک کا ذکر وقت کی رعایت سے مَیں کر دیتا ہوں۔

شاعر اقبال نے لکھا کہ

"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔" (قومی زندگی اور ملت بیضاء پر ایک عمرانی نظر صفحہ 84)

پھر اُس زمانے کے مشہور صحافی، مصنف اور دانشور علامہ نیاز فتح پوری نے اس انقلاب کا ذکر ان الفاظ میں کیا۔

"اس میں کلام نہیں کہ انہوں نے یقیناً اخلاق اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا اور ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھا دی جس کی زندگی کو ہم اسوہ نبی کا پرتو کہہ سکتے ہیں۔"

(ملاحظات نیاز فتح پوری مرتبہ محمد اجمل شاہد جماعت احمدیہ کراچی صفحہ 29 بحوالہ رسالہ نگار لکھنو نومبر 1959)

عبد الرحیم اشرف آزاد نے تحریر کیا کہ

"ہزاروں اشخاص ایسے ہیں جنھوں نے اس نئے مذہب کی خاطر اپنی برادریوں سے علیحدگی اختیار کی۔ دنیاوی نقصانات برداشت کئے اور جان و مال کی قربانیاں پیش کیں...ہم کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں کہ قادیانی عوام ایک معقول تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو اخلاص کے ساتھ اسے حقیقت سمجھ کر اس کے لئے مال و جان اور دنیاوی وسائل و علائق کی قربانی پیش کرتی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بعض افراد نے کابل میں سزائے موت کو لبیک کہا۔ بیرون ملک دور دراز علاقوں میں غربت وافلاس کی زندگی اختیار کی۔"

(ہفت روزہ المنبر لائلپور 2/مارچ 1952ء صفحہ 10)

ہندوستان کے ایک اخبار نے اس حقیقت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا۔

"قادیان کے مقدس شہر میں ایک ہندوستانی پیغمبر پیدا ہوا جس نے اپنے گردوپیش کو نیکی اور بلند اخلاق سے بھر دیا۔ یہ اچھی صفات اس کے لاکھوں ماننے والوں کی زندگی میں بھی منعکس ہیں۔"

(سٹیٹس مین دہلی 12 فروری 1949 بحوالہ تحریک احمدیت از برکات احمد صاحب راجیکی مطبوعہ قادیان 1958 صفحہ 13)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس دل نشین، پاکیزہ اور روحانی انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"مَیں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اس قدر روتے ہیں کہ اُن کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔ مَیں اپنے ہزار ہا بیعت کنندوں میں اس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰ نبی کے پیروان سے جو ان کی زندگی میں ان پر ایمان لائے تھے ہزار درجہ ان کو بہتر خیال کرتا ہوں اور ان کے چہرہ پر صحابہ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں۔ ہاں شاذونادر کے طور پر اگر کوئی اپنے فطرتی نقص اور صلاحیت میں کم رہا ہو تو وہ شاذونادر میں داخل ہے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزار ہا آدمی دل سے فدا ہیں۔ اگر آج ان کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دستبردار ہو جاؤ تو وہ دستبردار ہو جانے کے لئے مستعد ہیں۔"

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 150)

اللہ کرے کہ یہ حسین و دلربا انقلاب ہر احمدی کے وجود میں ظاہر ہو اور اس طرح ہم سے ہر ایک اس سلسلہ کی سچائی کا شاہد بن جائے۔ اللہ ہمیں بیعت کی حقیقت کو سمجھنے اور اس کے فوائد سے کماحقہ متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(ماخوذ از یوٹیوب)

✿✿✿✿